دارالافتاء

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کو جج بنانے کا شرعی حکم

حضرت مولانا سمیع الحق نے جناب بھگوان داس صاحب کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بنانے پر شرعی اور فقہی احکام کے تناظر میں آواز اٹھائی جسے پورے ملک میں زیر بحث لایا گیا۔ ذیل میں اس مسئلہ پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔

محترم ومکرم جناب مفتی صاحب۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام مسنون کے بعد امید ہے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔

آنجناب کے علم میں ہے کہ مملکت خداداد پاکستان لا الہ الا اللہ کے نظریہ پر قائم ہوا ہے اور ہم نے علماء کرام سے سنا ہے کہ مسلمان ملک میں ایک غیر مسلم شخص قاضی (جج) نہیں بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ کافر شخص کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔ مگر بدقسمتی سے چیف جسٹس آف پاکستان چوہدری افتخار محمد کے اس المیہ نے ایک دوسرا المیہ پیدا کیا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک سینئر جج جناب بھگوان داس جو مذھباً ہندو ہے' کو چیف جسٹس کے عہدہ پر لانے کی بات ہو رہی ہے۔ اور اس پر اخبارات' ٹی وی وغیرہ میں کافی گرما گرمی ہے۔ مذہبی طبقوں کی طرف سے یہ بیانات آ رہے ہیں کہ بھگوان داس ایک غیر مسلم ہے۔ وہ اسلامی ریاست کا چیف جسٹس نہیں بن سکتا مگر دوسری طرف یہ بیانات آ رہے ہیں کہ بھگوان داس کا چیف جسٹس کے عہدہ ۷۳ء کے آئین کے منافی نہیں۔ اس آئین کی تیاری میں علماء کا بہت بڑا کردار ہے۔ اگر آئین میں ایسی بات ہوتی تو علماء ضرور اس پر آواز اٹھاتے اور انہیں اسلامی اسکالروں کا کہنا ہے کہ یہ اسلامی تعلیمات کے بھی منافی نہیں۔ تو آنجناب سے گزارش ہے کہ ہمارے اس سوال کا جواب مدلل اور مفصل عنایت فرمائیں تاکہ ہم مسلمان اسلامی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ کے حل سے آگاہ ہو جائیں۔ (نوٹ) سوالنامہ بذریعہ فیکس ارسال خدمت ہے جواب جلدی عنایت فرمائیں۔ والسلام : ایم کریم شاہدرہ لاہور ۲۲ مارچ ۲۰۰۷ء

الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی ریاست میں ضروری ہے کہ وہاں ایک ایسا نظام ہو جس کے ذریعہ وہاں کے باشندگان کے مابین پیدا ہونے والے تنازعات کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کیا جاسکے۔ اس نظام کو نظام قضاء (عدالتی نظام) کہا جاتا ہے۔ اس نظام کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسکی فرضیت پر امت مسلمہ کا اتفاق (اجماع) ہے اور اس کے قیام کو شریعت مقدسہ نے فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ صاحب معین الحکام علامہ علاء الدین ابی

الحسن الطرابلسی نے لکھا ہے: اما حكمه فهو فرض كفاية ولا خلاف بين الامة ان القيام بالقضاء واجب (معین الحکام ص ۷)

اور علامہ وھبہ زحیلی نے لکھا ہے کہ وحكمه شرعا انه فريضة محكمة من فروض الكفايات باتفاق المذاهب ويجب على الامام تعين قاضي لقوله تعالىٰ يا أيها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط (الفقہ الاسلامی وادلتہ/ ۷۳۹)

اور علامہ کاسانیؒ نے لکھا ہے فنصب القاضي فرض لأنه ينصب لا قامة أمر مفروض (بدائع الصنائع ۴۳۸/۵) وهو فرض كفاية (الانصاف ۱۵۴/۱۱)

اور اس نظام کی اہمیت وضرورت پر کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور عقل انسانی دونوں شاہد ہیں، رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس مقدمات کی سماعت کیا کرتے تھے۔ اور پھر انکا فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں سینکڑوں مقدمات کے فیصلے کئے ہیں جن کا ذکر کتب حدیث میں موجود ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے ان میں سے بعض مقدمات کا تذکرہ اپنی مشہور معروف کتاب زاد المعاد میں کیا ہے۔

اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بلکہ آپ ﷺ کے حین حیات میں بھی آپ ﷺ کے حکم پر بعض صحابہ کرامؓ نے فیصلے کئے، صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین، پھر تبع تابعین الی یومنا ھذا یہ نظام جاری ہے۔ اسلام نے جس طرح دیگر مناصب اور عہدوں کیلئے متعلقہ افراد کی اہلیت، صلاحیت، علم اور دیگر شرائط رکھی ہیں تو اسی طرح نظام قضاء کے ساتھ متعلقہ افراد یعنی قاضی صاحبان (جج) کیلئے بھی شرائط رکھی ہیں۔ جس میں یہ شرائط پائی جائے کہ وہ قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس کو قاضی بنایا جائے گا۔ علامہ علی حیدر نے لکھا ہے: وأن امور القضاء من أهم امور العامة واحتياج الناس له فيجب الاعتناء بأمر القضا، ولذلك لايجوز تعيين كل أحد قاضياً ويجب بعض شروط واوصاف في القاضي۔ (درالحکام شرح مجلۃ الاحکام ۵۷۹/۴)

اگرچہ بعض شرائط میں ائمہ کرام کا آپس میں اختلاف ہے لیکن بعض شرائط پر تمام اہل علم متفق ہیں جنمیں بلوغ، عقل، حریت وغیرہ شرائط کیساتھ ساتھ متعلقہ شخص کا مسلمان ہونا بھی ضروری ہے جو درج ذیل حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے۔

حنفی مذہب: ☆ الصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل ومنها البلوغ، منها الاسلام ومنها الحرية ومنها البصر......... فلا يجور تقليد المحنون والصبي والكافر والعبد والاعمى والاخرس والمحدود في القذف لأن القضاء من باب الولاية بل هوا عظم الولايات وهولأ ليست لهم اهليه أوني الولايات وهي الشهادة فلأن لا يكون لهم اهلية اعلاها أولى (بدائع الصنائع ۴۳۹/۵)

☆ من لا يصلح قاضياً لايجوز قضاءه ضرورة (بدائع ۴۴۱/۵)

قال العلامه بدر الدين العينيؒ: ولا تصح ولاية القاضي حتى يجتمع في

المولی شرائط الشهاده هی الاسلام والعقل والبلوغ والعدالة لأن مبنی القضاء علی حکم الشهادة (البنایۃ ۱۱/۲۰۶)

☆ قدنظمها السید الحموی ؒ :

شروط القضاء وتسع علیک حفظها لتحرز سبقا فی طلابک للعلا

بلوغ واسلام و عقل و منطق فصیح به فصل الخصومة قد خلا

تولیة حکماً دون سمع لدعوة وحرّیة سمع والابصار قد تلا

وفقدان حد القذف قد شرطوا له کما قال زین الدین فی البحر مجملاً

(منحة الخالق علی البحر، حاشیة البنایة ۱۱/۲۰٦)

☆ وفی الحاکم العقل والبلوغ والاسلام والحرّیة والسمع والبصر النطق والسلامة عن حد القذف الخ البحر الرائق ٦/۴۳۳)

☆ اهله اهل الشهادة ای یشترط فیمن یفوّض الیه القضاء أن یکون من اهل الشهادة یعنی حرا مکلفا مسلماً الخ (شرح النقایۃ ۳/۱۰۷)

☆ کل من القضاء والشهادة یستمد من أمر واحد هو شروط الشهادة من الاسلام والبلوغ والعقل واحریة الخ (فتح القدیر ٦/۳۵۷)

☆ وکل من کان من أهل الشهادة کان من أهل القضاء ومن لم یکن من اهل الشهادة لایکون من اهل القضا...... شروط صحة الشهادة العدالة لفظ الشهادة الحریة الاسلام ...... لقوله تعالی ولن یجعل الله للکافرین علی المومنین سبیلاً (الفقہ الحنفی وادلتہ ۱۲، ۳۲،۳۱)

مذہب مالکی: ☆ وقال مالک ولا أری أن یستکتب ذمیاً لأن الکاتب قد یستشار ولا یستشار کافر فی أمر المسلمین (الکافی فی فقه المالکی ۲/۲۵۹)

☆ (قلت) أرأیت القاضی أیکره له مالک أن یتخذ کاتبا من أهل الذمة قال سمعت مالکا یقول لایستکتب أهل الذمة فی شئی من أمور المسلمین (المدونۃ الکبریٰ ۵/۱۴٦)

مذہب شافعی : ☆ ولا یجوز أن یکون القاضی کافرا ولا فاسقا ولا عبدا ولا صغیراً ولا معتوها لأنه اذا لم یجز أن یکون احدمن هؤلاء شاهدا فلان لا یجوز أن یکون قاضیا اولی (المجموع شرح المہذب ۲۰/۱۲۷)

مذہب حنبلی : ☆ فاما الصفات المشترطة فی الجواز فأن یکون حراً مسلماً بالغاً

ذکراً عاقلاً عدلاً (بدایۃ المجتہد ۲/۴۵۴ لابن رشد القرطبی)

☆ الشرط الرابع: الاسلام لکونه شرطاً في جواز الشهادة مع قول الله سبحانه وتعالیٰ ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً (الاية) ولا يجوز أن يقلد الكافر القضاء على المسلمين ولا على الكفار وقال ابوحنيفة يجوز تقليد القضاء من اهل دينه (الاحكام السلطانية ص ٦٥ الباب السادس في ولاية القضا)

☆ قاضی ابویعلیٰ محمد بن حسین الفراء الحنبلی : فلا يجوز تقليد القضاء إلا لمن كملت فيه سبع شرائط الذكورية والبلوغ والعقل والحرية والاسلام والعدالة والسلامة في السمع والبصر والعلم...... واما الاسلام فلأنه الفاسق المسلم لايجوز أن يلي فأولى أن لايلي الكافر (الاحكام السلطانية ٦٠-٦١)

☆ ويشرط في القاضي عشر صفات أن يكون بالغاً حراً مسلماً عدلاً سميعاً بصيراً مجتهداً الخ (الانصاف ۱۱/۱۷۶، ۱۷۷)

☆ قال أبوقاسم ولا يولى قاضي حتى يكون بالغاً عاقلاً مسلماً حراً عدلاً عالما فقهيا ورعاً (المغنی لابن قدامۃ ۹/۳۹)

<u>مذہب اہل ظواہر واہل حدیث:</u> ☆ ولا يحل أن يلي القضاء والحكم في شئ من أمور المسلمين واهل الذمة الا مسلم بالغ عاقل عالم بأحكام القرآن والسنة الثابة عن رسول الله ﷺ (المحلی لابن حزم ۶/۴۴۲)

☆ افلا يصح قضاء المقلد (غیر المجتہد) ولا الكافر ولا الصغيرة ولا المجنون ولا الفاسق (فقہ السنۃ ۳/۳۰۸)

<u>مذاہب اربعہ کا اتفاق:</u> ☆ أما الشرائط المتفق عليها بين أئمة المذاهب فهي ان يكون القاضي عاقلاً بالغاً حراً مسلماً بصيراً ناطقاً عالما بالاحكام الشرعية (الفقہ الاسلامی ۶/۷۴۳)

☆ ثالثاً الاسلام، لأن القضاء ولاية ولا ولاية لغير المسلم على المسلم فلا تقبل شهادة وليه لقول ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً واجاز أبوحنيفة تقليد عنبر المسلم القضاء بين اهل دينه (الفقہ الاسلامی ۷/۷۴۴)

اوراس شرط کی قید کیلئے قرآن پاک کی یہ آیت ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً (الاية) کافی ہے۔اس کے علاوہ اسلامی قانون قضاء کے لئے ضروری ہے کہ کسی شخص کے معاملے میں وہ آدمی قاضی بن سکتا ہے جس پر وہ شہادت کی اہلیت رکھتا ہو چونکہ ایک غیر مسلم شخص مسلمان کے خلاف گواہی نہیں دے سکتا اس لئے کہ اس غیر مسلم شخص میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان کے خلاف شہادت دینے کی اہلیت نہیں۔اوراس پر

رسول اللہ ﷺ کے دال ہیں۔ ملاحظہ ہو اعلاء السنن۔

تو اس دلیل کے پیش نظر بھی ایک غیر مسلم شخص مسلمانوں کے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کا اہل نہیں ہے البتہ غیر مسلم کی گواہی چونکہ دوسرے غیر مسلموں کے حق میں اور خلاف مقبول ہے اسلئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ اگر اُس غیر مسلم شخص میں دوسری شرائط قضاء موجود ہوں تو وہ غیر مسلموں کے مقدمات کا فیصلہ کرسکتا ہے۔ ان الکافر یجوز تقلید قضاء لیحکم بین اهل الذمة الدر المختار علی صدر والمحتار (۳۵۵/۵)

لہذا صورت مسؤلہ کا شرعی حل یہ ہے کہ ایک غیر مسلم خواہ کتنا ہی انصاف پسند عادل اور اصول پسند کیوں نہ ہو مگر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے وہ باتفاق مذاہب اربعہ ودیگر فقہاء کے ہاں شرعاً اسلامی ریاست کا قاضی (جج) نہیں بن سکتا لہذا جب وہ ایک عام قاضی (جج) نہیں بن سکتا تو پھر ایک ایسی عدالت کا چیف جسٹس کیسے بن سکتا ہے جس کے ماتحت شرعی اپیلٹ بینچ بھی آتا ہو۔ جہاں تک آئین کا تعلق ہے تو اُس میں اِس شرط کا کہ پاکستانی عدالت کا جج مسلمان ہوگا یا اس کا سربراہ مسلمان ہوگا' کا ذکر نہیں۔

۷۳ء کے آئین میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی ترامیم: شیخ الحدیث 'مرد مجاہد حضرت مولانا عبدالحقؒ نے آئین میں اس کی کی نشاندہی پُر زور الفاظ میں آج سے کئی سالوں پہلے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کی تھی۔ چنانچہ آپؒ کے پارلیمنٹ میں اسلامی جہاد پر مبنی دستاویز ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' میں موجود ہے۔

مولانا عبدالحق صاحبؒ کی ترمیم (نمبر ۱۴۵۴) یہ تھی کہ چیف جسٹس لازماً مسلمان ہونا چاہیے۔ ترمیم (نمبر ۱۴۶۹) بھی ضمنی طور پر اسی غرض سے متعلق تھی اس کے علاوہ مولانا عبدالحقؒ نے سپریم کورٹ کے ججوں کی شرائط اہلیت میں ترمیم (نمبر ۱۴۷۷) میں یہ اضافہ کرانا بھی ضروری سمجھا کہ ایسا کوئی شخص اس وقت تک عدالت عظمیٰ کا جج نہیں مقرر کیا جائے گا جب تک وہ دیگر شرائط مندرجہ کے علاوہ اسلامی قانون اوراس کے بنیادی مأخذ قرآن وسنت فقہ سے پوری طرح واقف نہ ہو۔ دفعہ نمبر ۱۹۳ کا تعلق عام عدالت عالیہ کے ججوں کی تقرری ساتھ ہے۔ مولانا عبدالحق صاحبؒ نے یہاں نمبر ۱۵۱۹' نمبر ۱۵۲۰ کی شکل میں وہی ترامیم داخل کرائیں جو مسلمان مرد ہونے اور اسلامی قانون کے مأخذ اور اساس سے باخبر ہونے کے بارہ میں تھیں۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ص ۱۷۰)

بدقسمتی سے اصحاب اقتدار نے اس کی کو محسوس نہیں کیا' مگر مملکت خداداد پاکستان ایک اسلامی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ لہذا اس نظریہ کے مطابق اس ملک میں ان اصول پر عمل کرنا چاہیے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو تاکہ اس ملک کے نظریہ پر برا اثر نہ پڑے اور یہاں پر بسنے والوں مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

هذا ما ظهر لي والله اعلم

مختار اللہ حقانی (خادم دارالافتاء وشعبہ تخصص فی الفقہ)

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک